بسم اللہ الرحمن الرحیم

اہل قلم ،قومی کنونشن کی روداد

منعقدہ یکم مئی......۲۰۰۸ء، بمقام لائبریری ہال جامعہ اشرفیہ، لاہور

تدوین: ڈاکٹر محمود الحسن عارف
نائب صدر عالمی رابطہ ادب اسلامی، پاکستان

عالمی رابطہ ادب اسلامی کا قیام ۱۹۸۴ء میں عمل میں آیا، جبکہ پاکستان میں اس کی تاسیس مئی ۱۹۹۶ء میں ہوئی، یہ ملک میں صحت مندانہ ادبی سرگرمیوں کو منظم کرنے والا ادارہ ہے، جو زندگی کے مختلف شعبوں میں حسن اور اعتدال پیدا کرنے کا داعی ہے۔

''عالمی رابطہ ادب اسلامی'' کے قیام کا ایک مقصد...... ادیبوں، قلم کاروں اور لکھاریوں کے مابین رابطوں کو منظم اور مربوط کرنا بھی ہے، اس مقصد کے لیے رابطہ...... پاکستان کے مختلف صوبوں اور خطوں میں......کئی ایک سیمینار اور کانفرنسیں منعقد کر چکا ہے۔

پروفیسر عبدالخالق بلوچ سہریانی...... نے، جن کا تعلق صوبہ سندھ سے ہے اور جو ''ایوان علم و ادب سندھ، پاکستان کے صدر بھی ہیں۔...... لاہور میں ...... پورے پاکستان سے تعلق رکھنے والے...... ادیبوں، شاعروں...... صحافیوں اور اہل قلم کا اجلاس بلانے کی تجویز دی، جس میں...... عصری حالات و مسائل کا تجزیہ کرنا اور ان کے حل کے لیے مثبت اور موزوں تجاویز تیار کرنا تھا۔

اس کانفرنس میں پنجاب، بلوچستان، صوبہ سرحد اور صوبہ سندھ سے ۱۲۰ سے زیادہ مندوبین نے شرکت کی...... کانفرنس کا انعقاد نئے تعمیر شدہ گرلز کالج جامعہ اشرفیہ لاہور کے لائبریری ہال میں،

مورخہ یکم مئی ۲۰۰۸ء کو...... ہوا۔

کارروائی صبح ساڑھے نو بجے شروع ہوئی۔قرآن کریم کی تلاوت قاری حمزہ نے کی اور نعت بحضور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم...... پیش کرنے کی سعادت نوجوان صفی الرحمان نے حاصل کی۔

اجلاس کے صدر حافظ فضل الرحیم تھے،...... جبکہ ڈاکٹر عبدالخالق سہریانی...... ڈاکٹر اعجاز حسن قریشی، ڈاکٹر محمود الحسن عارف اور مولانا عبدالرحمان مدنی مہمانانِ خصوصی تھے...... اجلاس کی روداد ...... مختصراً درج ذیل ہے:

۱۔ پروفیسر عبدالخالق بلوچ (سندھ)

پروفیسر عبدالخالق صاحب نے...... کانفرنس کے اغراض و مقاصد پر روشنی ڈالی، انہوں نے کہا: کہ لاہور جیسے علمی، ادبی، سیاسی اور تاریخی شہر میں ملت اسلامیہ کے مختلف فکر کے تعلق رکھنے والے اہلِ علم، اہلِ قلم اور درد دل رکھنے والے دانش وروں کا یہ اجتماع تاریخی حیثیت کا حامل ہے، انہوں نے کہا: کہ اس زمانے میں...... اہلِ قلم اور اہلِ علم کے درمیان رابطہ اور مشترکہ طور پر...... جدو جہد کرنے کا فقدان ہے...... اور اس وقت امت مسلمہ جس صورت حال سے گزر رہی ہے' وہ انتہائی خطرناک ہے، انہوں نے کہا: موجودہ حالات کا صحیح ترین حل اہلِ ادب اور اہلِ قلم حضرات کا آپس میں مل بیٹھنا ہے...... انہوں نے...... اس کانفرنس میں شرکت کرنے والے تمام مندوبین کا شکریہ ادا کیا۔

۲۔ ڈاکٹر محمود الحسن عارف (لاہور)

ڈاکٹر محمود الحسن عارف...... نائب صدر عالمی رابطہ اسلامی نے...... اپنے کلیدی مقالے میں...... مسلمانوں اور یہود و نصارٰی کے مابین تعلقات کا تاریخی جائزہ پیش کیا، انہوں نے کہا کہ مسلمانوں اور یہود و نصاری کے مابین آویزش اور کشمکش کا آغاز...... عہد نبوی ہی سے ہو گیا تھا اور دن بدن اس میں اضافہ ہوتا رہا، ان کا موقف تھا کہ اسلام کی تقریباً ساڑھے چودہ سالہ تاریخ کے دوران...... مسلمانوں اور یہود و نصاری کے مابین تعلقات میں کئی اتار چڑھاؤ آئے...... لیکن......

شروع کیے اور تقریباً پورے عالم اسلام کو اپنے زیر نگیں کرلیا۔

تاہم مسلمانوں کی واحد ریاست ترکی ایک ایسی ریاست تھی جو یورپ کے مقابلے میں ڈٹی رہی، مگر بیسویں صدی عیسوی کے شروع میں...... مغربی ملکوں نے اندرونی سازشوں کے ذریعے ترکی کا تیا پانچہ کر دیا...... اور ۱۹۱۷ء میں بیت المقدس پر بھی قبضہ کرلیا گیا، اس موقع پر بہت سے برطانوی سیاست دانوں نے اعلان کیا کہ انہوں نے...... مسلمانوں سے صلیبی جنگوں کا بدلہ لے لیا ہے،...... اسی وقت سے...... فلسطین میں یہودیوں کی آباد کاری کا سلسلہ شروع ہے اور یہاں ایک یہودی ریاست کو قائم کر کے مسلمانوں سے صلیبی جنگوں کا بدلہ لیا جا رہا ہے، یہاں پر آئے روز...... معصوم بچوں، عورتوں، بوڑھوں اور نہتے شہریوں کا قتل عام کیا جا رہا ہے اور پوری دنیا اس ظلم وستم پر خاموش تماشائی دکھائی دے رہی ہے۔

۹ ستمبر ۲۰۰۱ء کے بعد ایسے حالات پیدا ہوئے، جن کے ذریعے مغرب نے عالم اسلام کے خلاف ایک نئی جنگ شروع کر رکھی ہے، جس کا مقصد مسلمانوں کی سیاسی، اقتصادی اور معاشی قوت کا خاتمہ ہے۔ انہوں نے ایسی صورت حال سے نپٹنے کے لیے آخر میں درج ذیل تجاویز پیش کیں:

۱۔ سول سوسائٹی کی تمام دینی تنظیموں کو اسلام کے غلبے اور مغربی استعمار اور اس کی تہذیبی اور ثقافتی یلغار کا مقابلہ کرنے کے لیے ایک ادبی اور فکری سلسلے میں منسلک کیا جائے۔

۲۔ اس وفاق یا بورڈ کا سال میں کم از کم ایک مرتبہ یا دو مرتبہ پاکستان کی سطح پر اجلاس بلایا جائے اور اس کے اجلاس...... پاکستان کے مختلف علاقوں میں منعقد کیے جائیں، تاکہ ملک میں ملی وحدت کا احساس اجاگر کیا جاسکے۔

۳۔ اس بورڈ یا وفاق کے تحت تمام دینی اور فکری تنظیمیں جدید مسائل و معاملات کے بارے میں ایک جیسا طرزِ فکر اور اسلوب عمل اختیار کریں، مناسب ہوگا کہ ہر سال کے لیے...... بڑے بڑے اہداف کا پہلے سے تعین کرلیا جائے اور ان اہداف کو حاصل کرنے کے لیے ہر سطح پر کوشش کی جائے۔

۴۔ اپنے مقاصد کے حصول کے لیے زیادہ سے زیادہ رائے عامہ کو اپنا ہم نوا بنایا جائے، اور اس ضمن میں تمام جدید اور قدیم ذرائع ابلاغ از قسم تصنیف و تالیف اور آڈیو و ویڈیو کا استعمال کیا جائے۔

۵۔ یہ کام سیاسی اور فرقہ وارانہ حد بندیوں سے ماورا ہو کر کیا جائے اور ملک میں موجود تمام مکاتب فکر کی حمایت اور ان کی ہم نوائی حاصل کی جائے۔

۶۔ اس فکری اور ثقافتی یلغار کا مقابلہ کرنے کے لیے مردوں کے ساتھ ساتھ، خواتین میں بھی بیداری کا جذبہ پیدا کیا جائے اور انہیں بھی اس بڑھتی ہوئی مغربیت کے خلاف اپنا مؤثر کردار ادا کرنے کے لیے تیار کیا جائے۔

۷۔ معاشرے کے تمام طبقات بشمول اساتذہ، وکلاء، صحافی برادری، دانشوروں، ادیبوں، شاعروں، علماے کرام، سیاست دانوں، کسانوں اور مزدوروں وغیرہ کا تعاون حاصل کیا جائے۔

۸۔ دوسرے ممالک کے اہل قلم اور اہل علم سے بھی روابط پیدا کیے جائے تا کہ اس پروگرام میں زیادہ وسعت پیدا کی جاسکے۔ انہوں نے اپنی گفتگو علامہ اقبال کے اس شعر پر ختم کی:

آخر شب گریزاں ہوگئی جلوۂ خورشید سے
یہ چمن معمور ہوگا نغمۂ توحید سے

۳۔ محترم نور احمد.... کراچی

بعد ازاں ابو الفضل نور احمد (چیئر مین سندھیکا اکیڈمی، کراچی) نے ”اسباب زوال امت میں ہمارا کردار“...... کے عنوان سے مقالہ پیش کیا، انہوں نے کہا کہ بدقسمتی سے، اس وقت دنیا کے مسلمان عوام اپنے حکمرانوں کے رحم و کرم پر ہیں اور بدقسمتی سے اسلامی جماعتوں کے پاس فکری طور پر، واضح اقتصادی پروگرام خلافت راشدہ کے بعد کسی دور میں بھی نہیں رہا۔ اور اسلامی تحریکیں کسی دور میں بھی اور کہیں بھی اپنے اقتصادی پروگرام کو ایسی ریاضیاتی شکل میں واضح نہیں کر سکی ہیں،

انہوں نے کہا مسلمانوں کو لیظھرہ علی الدین کلہ کی عالمی سیادت عطا کی گئی، تاکہ وہ انسانیت کے لیے نظام ربوبیت، نظام حکومت اور نظام الوہیت میں ساری دنیا کے رہنما ہوں، لیکن انہوں نے اپنی بے عملی سے اس سیادت کی اہلیت کھودی ہے، تو زمانے کی رفتار ان کا انتظار نہیں کرے گی۔

۴۔ ڈاکٹر عبدالغنی فاروق (لاہور)

ان کے بعد...... معروف دانشور ڈاکٹر عبدالغنی فاروق نے ''پس چہ باید کرد'' کے عنوان سے اپنا تجزیاتی مقالہ پیش کیا، انہوں نے کہا کہ آج یوں تو پوری امت مسلمہ غیر معمولی بحرانوں کی زد میں ہے، لیکن ہم یعنی اہل پاکستان واقعتاً حالت عذاب میں ہیں اور سیاسی، تہذیبی معاشی اور اخلاقی ہر اعتبار سے شدید ترین بحرانی کیفیت میں مبتلا ہیں۔

انہوں نے...... کہا کہ یہ سمجھنا غلط ہے کہ ہماری بربادیوں اور رسوائیوں کے پیچھے ہندوستان کا رویہ اور اسرائیل کا ہاتھ ہے، اس لیے کہ جب سے انہوں نے خود قرآن مجید، سورۂ آل عمران کی آیت ۱۲۰ کا مطالعہ کیا ہے، جس میں ہے: ''اگر تم صبر پر کاربند ہو جاؤ اور تقوی اختیار کرو، تو دشمنوں کی کوئی چال تمہیں نقصان نہ پہنچا سکے گی''، تو ان کی آنکھیں کھل گئیں اور یہ کہ مسلمانوں کی ناکامی کا اصل سبب یہ ہے کہ امت نے اللہ اور اس کے رسول کی تعلیمات کو پس پشت ڈال دیا ہے۔

انہوں نے کہا کہ اس حالت عذاب سے رہائی پانے کے لیے بے حد ضروری ہے کہ دینی حلقے جنگی بنیادوں پر باقی ساری سرگرمیاں ترک کر کے توبہ اور رجوع الی اللہ کی تحریک چلائیں اور عوام کے اندر آخرت کی جواب دہی کا احساس پیدا کریں، انہوں نے ہندوستان کے حالات کا جائزہ پیش کرتے ہوئے کہا کہ ہندوستان میں ہندو مذہب کی کوئی سائنسی اور علمی بنیاد نہیں ہے، اسی لیے یہ مذہب بڑی تیزی سے زوال پذیر ہے اور ان حالات سے مسیحی مشنری ادارے بڑی مہارت سے فائدہ اٹھا رہے ہیں اور بھارت کی چھ ریاستوں میں مسیحیوں کو اکثریت حاصل ہو چکی ہے، انہوں نے کہا کہ پاکستان کو ہر صورت میں اور ہر قیمت پر...... بھارت کے ساتھ عمدہ تعلقات قائم کرنا ہوں

گے، تاکہ وہاں ہندوؤں میں اسلام کی تبلیغ اور دعوت کا کام انجام دیا جاسکے، ورنہ چند ہی برسوں میں ہندوستان عیسائیت کے نرغے میں چلا جائے گا اور پاکستان خطرناک ترین صورت حال سے دوچار ہو جائے گا...... انہوں نے خیال ظاہر کیا کہ مسلمان کوشش کریں تو عین ممکن ہے کہ ہندوستان کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ پیش گوئی پوری ہو جائے جس میں غزوۂ ہند کا ذکر ہے کہ مسلمان تین مرتبہ نعرۂ تکبیر بلند کریں گے اور قلعے کی دیواریں منہدم ہو جائیں گی۔

۵۔ ثاقب اکبر (اسلام آباد)

محترم ثاقب اکبر (صدر اخوت اکیڈمی اسلام آباد) کا موقف تھا کہ ہمیں ''زوال امت کے اسباب'' کے متعلق واضح اور دوٹوک موقف اختیار کرنا چاہیے اور اس کے متعلق مواد درسی کتب میں شامل کرنا چاہیے...... انہوں نے کہا جب تک ہم سے ماضی میں جو غلطیاں ہوئیں ہم ان کا تعین نہیں کریں گے، اپنے لیے بہتر مستقبل کی تعمیر نہیں کر سکتے، انہوں نے کہا کہ جرمنی کو جب دوسری جنگ عظیم میں شکست ہوئی تو ملک کے تمام در و دیوار پر یہ لکھا تھا...... We are Defeated Nation (ہم ایک شکست خوردہ قوم ہیں)، چنانچہ جرمنی نے...... خود کو ایک نئے سانچے میں ڈالا اور ایک نیا جرمنی وجود میں آ گیا۔ جو پہلے جرمنی سے بالکل مختلف ہے، ان کا موقف تھا کہ ہمیں کچھ سالوں کے لیے ساری سرگرمیاں روک کر، ملک کی تعمیر نو اور احیائے علوم پر توجہ دینی چاہیے، جس طرح چین نے یہ فیصلہ کیا کہ وہ ۲۰۲۰ تک کسی علاقائی یا بین الاقوامی جنگ میں ملوث نہیں ہوگا اور صرف ملکی تعمیر و ترقی پر توجہ دے گا، اسی طرح ہمیں بھی ملک کے وسیع تر مفاد میں، اسی قسم کے فیصلے لینے چاہییں، انہوں نے کہا کہ ہمارے ہاں علوم انسانی کا زوال ہمارے لیے بہت بڑا المیہ ہے، ہمارے ملک میں ہر طرح کی علمی، ادبی اور فکری صلاحیت اور استعداد موجود ہے۔ ہماری اس سر زمین نے بڑے بڑے ادیب، علماء اور سائنس دان پیدا کیے ہیں، اور ہمارے ملک کے نوجوانوں میں بڑی صلاحیت موجود ہے، اور ہمیں اپنے ملک کے اس Talent کو ضائع نہیں ہونے دینا چاہیے۔

انہوں نے زور دے کر کہ اگر ہم نے ترقی کرنا ہے تو ہمیں ملک میں...... تکفیر کے فتووں کو روکنا ہوگا...... یہاں اہل تشیع پر کفر کے فتوے لگائے گئے اور اہل تشیع نے اہل سنت کے اور اہل سنت نے اہلِ تشیع کو قتل کیا، جس کے نتیجے ہم میاں مکمل طور پر غیر محفوظ ہو گئے، انہوں نے کہا کہ اہل تشیع بھی اسی قرآن کو مانتے ہیں، لہٰذا ان کے متعلق ہمیں مثبت اندازِ فکر اختیار کرنا ہوگا۔

۶۔ ڈاکٹر محمد فاروق خان (مردان)

اگلے مقرر معروف دانشور، ادیب اور سیاسی رہنما ڈاکٹر محمد فاروق خان (مردان) تھے...... انہوں نے آج کے اس کنونشن کے انعقاد کو وقت کی اہم ترین ضرورت قرار دیا۔ اور کہا کہ اس نوع کی علمی اور ادبی مجالس سے ملی افکار اور وحدت قومی کو فروغ حاصل ہوتا ہے، ان کا موقف تھا کہ اگر ہم ترقی کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں: اپنے ملک میں چار باتوں کو فروغ دینا ہوگا، جن میں سے پہلی شے ...... تعلیم، دوسری جمہوری کلچر، تیسری انصاف اور چوتھی حکمت وصبر ہے۔ تعلیم سے مراد یہ ہے کہ ہم اپنے ملک میں...... بارہ سال تک کی تعلیم...... لازمی قرار دیں، اس لیے کہ تعلیم کے بغیر، کوئی ملک اور کوئی قوم ترقی نہیں کر سکتی، انہوں نے کہا کہ مغربی ممالک کی ترقی کے کئی اسباب بتائے جاتے ہیں، لیکن ان کے خیال میں اس کا اصل سبب ۱۴۴۰ء میں جرمنی میں کٹن برگ کے ہاتھوں ایجاد ہونے والا پریس ہے، جس کے ذریعے بڑے پیمانے پر کتب کی اشاعت ممکن ہوئی اور عام لوگ بڑی تیزی سے، علوم وفنون سے، واقف ہوئے اور یورپ میں تعلیم عام ہوئی، جبکہ اسلامی ملکوں میں پریس، ۱۷۳۶ء میں، یعنی تقریباً تین سو برسوں کے بعد آیا۔ اور ۱۷۷۰ء میں جب ترکی میں پہلا چھاپہ خانہ لگایا گیا، تو شیخ الاسلام نے یہ فتویٰ صادر کیا کہ چونکہ پریس ایک شیطانی ایجاد ہے، اس لیے اس پر قرآن مجید کو شائع نہ کیا جائے۔ اسی لیے ہم ترقی کی اس دوڑ میں بہت پیچھے چلے گئے۔

جہاں تک جمہوریت اور جمہوری کلچر کا تعلق ہے تو ہمیں اپنے اندر اس کو بھی فروغ دینے کی ضرورت ہے، ان کا موقف تھا کہ اسلامی ممالک کے زوال کا ایک بڑا سبب جمہوری کلچر سے دوری بھی ہے...... دنیائے اسلام کی عظیم سلطنت ترکی میں جب ۱۸۷۰ء میں تھوڑی کی جمہوریت آئی،

تو...... ترکی حکمرانوں کو وہ بھی ہضم نہ ہوئی اور انہوں نے اس پر پابندی لگا دی اور تیس برسوں تک ملک میں مارشل لاء لگا رہا۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ترکی کی عظیم سلطنت ...... اتحادیوں کے سامنے سرنگوں ہوگئی۔

جہاں تک عدلیہ کا تعلق ہے تو انہوں نے وضاحت کی کہ کسی بھی قوم کی ترقی کے لیے سستا اور بروقت انصاف کا حصول ناگزیر ہوتا ہے۔ اگر لوگوں کے لیے انصاف کے دروازے بند کر دیئے جائیں اور انصاف سر بازار فروخت ہونے لگ جائے، تو اس سے قوموں کا حال ہی متاثر نہیں ہوتا، بلکہ مستقبل بھی مخدوش ہو جاتا ہے، جہاں تک حکمت وصبر کا تعلق ہے تو یہ بھی وقت کا اہم ترین تقاضا ہے اور قوموں کو بعض اوقات اعلیٰ ترین قومی مقاصد کے لیے کڑوا گھونٹ بھی پینا پڑ جاتا ہے اور صبر وحکمت کا راستہ اختیار کرنا پڑتا ہے، جس کی سب سے بڑی مثال صلح حدیبیہ کی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ظاہری طور پر...... سخت شرائط کے باوجود دشمنوں کے ساتھ صلح قبول فرمائی، اور آپ نے حکمت وصبر کا عظیم اور بے مثال مظاہرہ کیا۔

انہوں نے کہا کہ اگر حکمت وصبر کے اصول کو نظر انداز کر دیا جائے، تو پھر...... نتائج وہی نکلتے ہیں، جو ہمارے سامنے ہیں: جب قومیں حکمت وصبر کا دامن ہاتھ سے چھوڑ دیتی ہیں، تو پھر انہیں سقوط بیت المقدس اور سقوط ڈھاکہ جیسے عظیم سانحات کا سامنا کرنا پڑتا ہے، انہوں نے کہا کہ ۱۹۱۷ء میں جب اتحادی افواج نے عربوں میں بغاوت کے ذریعے بیت المقدس پر قبضہ کیا...... اور جنرل ایلن بی، جو اتحادی فوج کا کمانڈر تھا، بیت المقدس آیا، تو مقامی عربوں نے ایک ہیرو کی طرح اس کا استقبال کیا اور اس کے گلے میں پھولوں کے ہار ڈالے، اسی طرح...... ۱۶ دسمبر ۱۹۷۱ء کو جب جنرل اروڑہ ڈھاکہ میں آیا تو اس کا استقبال بھی، ایک ہیرو کی طرح کیا گیا، اس لیے، ایسے واقعات اور سانحات سے بچنے کے لیے قوموں کو حکمت وصبر کے اصول کو اپنانے کی ضرورت ہے۔

انہوں نے کہا کہ ان دو باتوں میں بڑا فرق ہے کہ ہمیں آپس میں لڑایا جا رہا ہے اور یہ کہ ہم آپس میں لڑ رہے ہیں...... مؤخر الذکر صورت میں ہمیں اپنی غلطی کا احساس ہوگا اور ہم اپنی اصلاح کی کوشش

کریں گے...... ہمیں ایسے ہی قومی تجزیئے اور حکمت عملی کی ضرورت ہے۔

۷۔ مولانا خورشید احمد گنگوہی (لاہور)

مولانا خورشید احمد گنگوہی (تحریک احیائے خلافت لاہور) نے اہل قلم کی ذمہ داریوں اور احیائے خلافت کو موضوع بحث بنایا، انہوں نے کہا کہ ہماری گذشتہ تاریخ کے دوران میں مسلم علما نے جہاں سیاسی طور پر، اپنی ذمہ داریاں پوری کیں، وہاں انہوں نے فکری، ادبی اور علمی طور پر بھی قائدانہ کردار ادا کیا۔ ان کا موقف تھا کہ مولانا ابوالکلام آزادؒ، صرف ایک صاحب طرز ادیب ہی نہیں تھے، بلکہ ایک صاحب فکر مسلم رہنما بھی تھے...... انہوں نے الہلال اور البلاغ میں اپنے زور دار اور طاقت ور مضامین و مقالات کے ذریعے، مسلمانوں میں رجوع الی القرآن کی تحریک شروع کی۔ یہ تحریک اتنی زوردار اور اتنی مؤثر تھی کہ شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی نے اس سے متاثر ہو کر فرمایا تھا: ''اس نوجوان نے تو ہمیں اپنا بھولا ہوا سبق یاد دلا دیا ہے، انہوں نے کہا کہ آزادی کے دور میں...... پیدا ہونے والا ہمارا ''ادبی سرمایہ'' بڑا خوب اور بڑا زوردار ہے، تحریک خلافت کے دوران مولانا محمد علی اور مولانا شوکت علی نے احیائے خلافت کے موضوع پر ''کامریڈ'' رسالے میں...... جو کچھ لکھا، وہ اپنے انداز بیان اور اپنے اسلوب کی ندرت اور سب سے بڑھ کر اپنے خوب صورت تجزیوں اور دلائل کی بنا پر اتنا عمدہ ہے کہ اس کی اس عہد میں کوئی اور مثال ملنا مشکل ہے۔

انہوں نے کہا کہ مسلمانوں کے سیاسی طور پر زوال اور انتشار کے اسباب اور عواقب پر مختلف لوگوں نے مختلف آراء دی ہیں، لیکن ان کی ذاتی رائے یہ ہے کہ مسلمانوں کا سیاسی زوال ان کا ''مرکز خلافت'' ان سے چھن جانے کی وجہ سے ہے، مسلمانوں کے پاس آج سب کچھ ہے مگر کوئی ''مرکز'' موجود نہیں ہے، جہاں سے مسلمانوں کے لیے پروگرام اور لائحہ عمل تشکیل دیا جائے، اس لیے احیائے خلافت اور مسلمانوں کے لیے کسی مرکز کا قیام آج کے دور کی سب سے اہم ضرورت ہے۔

ان کا موقف تھا کہ بیرونی طاقتوں نے یہاں ملا اور مسٹر، یعنی جدید تعلیم یافتہ اور قدیم یافتہ لوگوں کے مابین ایک خلیج پیدا کر دی ہے، اور اگر ہم نے ترقی کرنا ہے اور ملک کی سالمیت کی حفاظت کرنا ہے، تو

ہمیں سب سے پہلے اس خلیج کو ختم کرنا ہوگا۔ جب تک اس خلیج اور اس فاصلے کو ختم نہیں کیا جائے گا، اس وقت تک ہمارے زوال کو عروج سے اور پس ماندگی کو ترقی سے بدلنا ممکن نہیں۔

۸۔ جناب حفیظ الرحمان احسن (لاہور)

اگلے مقرر جناب حفیظ الرحمان احسن (مدیر سیارہ لاہور) نے اپنے دور کے ادبی تجزیے پر گفتگو کی، انہوں نے کہا کہ مولانا ابوالحسن علی ندوی...... بانی عالمی رابطہ ادب اسلامی...... نے ۱۹۹۷ء میں جب پاکستان کا دورہ کیا، اور الحمراء ہال میں لوگوں سے خطاب کیا، تو انہوں نے اپنے خطاب میں دوسری باتوں کے علاوہ یہ بھی ارشاد فرمایا: کہ ''ادب کی طاقت کو معمولی نہ سمجھا جائے، انہوں نے قدیم اور جدید دونوں علوم کا مطالعہ کیا ہے لیکن اس کے باوجود وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ''ادب کی طاقت بہت بڑی طاقت ہے...... انہوں نے کہا کہ آج کے اہل قلم اور اہل علم کو...... ادب کی اسی طاقت کو زندہ کرنے اور اپنانے کی ضرورت ہے، انہوں نے.... ''اہلِ قلم'' کے ساتھ اپنے تعاون کا ذکر کرتے ہوئے غالب کا یہ شعر پڑھا:

جان تم پر نثار کرتا ہوں   میں نہیں جانتا وفا کیا ہے

انہوں نے کہا کہ ہمارا ملک کئی ادبی طوفانوں سے گزرا ہے جن میں سے ایک طوفان ''ترقی پسند ادب'' کے نام سے معروف ہے۔ ۱۹۳۵ء میں...... اشتراکی اور سوویتی اثرات کے تحت یہاں ''ترقی پسند'' ادب کی بنیاد رکھی گئی اور ترقی پسند ادیبوں نے مادر پدر آزاد ادب کو فروغ دینا شروع کیا۔ ان کے خلاف جو اہل قلم سامنے آئے، ان میں مولانا نعیم صدیقی بھی تھے، مولانا نے زندگی بھر...... ترقی پسند ادب کی مخالفت کی اور زندگی بھر اسلامی اور اصلاحی ادب پر...... لکھتے رہے۔

مولانا صدیقی نے ''حلقہ ادب اسلامی'' کے نام سے اپنے ہم خیال ادیبوں کی ایک ادبی تنظیم کی بنیاد بھی رکھی، اور اس تحریک کو زیادہ مؤثر بنانے کے لیے انہوں نے ۱۹۶۲ء میں ''سیارہ'' کے نام سے ایک رسالہ جاری کیا۔ اب تک اس کے ۵۵ شمارے شائع ہو چکے ہیں، انہوں نے بڑے افسوس کے ساتھ کہا کہ آج بدی منظم اور مربوط ہے، مگر نیکی غیر منظم اور غیر مربوط ہے، آج اہل قلم کو پاکستان

دونوں قوموں کے درمیان...... تعلقات میں بہتری کبھی، پیدا نہیں ہوئی، بلکہ...... یہود و نصاریٰ نے ہر دور میں اسلام اور مسلمانوں کو ختم کرنے کے لیے...... ہر ممکن کوشش کی۔ تاہم یہ مسلمانوں پر اللہ تعالیٰ کا خاص فضل تھا کہ وہ ان کی سازشوں سے محفوظ رہے۔ دونوں قوموں کے مابین تعلقات اس وقت انتہائی خراب ہو گئے، جب پانچویں صدی ہجری / گیارہویں صدی عیسوی (۴۸۹ھ/۱۰۹۶ء) میں...... مسیحی یورپ نے مسلمانوں پر صلیبی حملے شروع کیے، جو اڑھائی سو سالوں تک جاری رہے، ان حملوں میں پورا یورپ ایک ہی پرچم تلے متحد ہو کر...... مسلمان ملکوں پر حملہ آور ہوتا رہا، مگر ان سب نے منہ کی کھائی، جس کی وجہ مسلمانوں کے پاس موجود جذبۂ جہاد کے ساتھ ساتھ بہتر اسلحہ اور بہتر سائنسی سامان حرب وضرب کی موجودگی بھی تھی...... دوسری طرف بزنطینی ریاست نے...... قسطنطنیہ سے مسلسل...... مسلمان ملکوں پر ترکتازیوں کا سلسلہ جاری رکھا، اس حکومت نے مسلمان حکومتوں کو کبھی چین سے نہیں بیٹھنے دیا، بلکہ مسلسل حملوں اور قتل و غارت گری کے ذریعے انہیں عدم استحکام سے دوچار کرنے کی کوشش جاری رکھی۔ قسطنطنیہ کی فتح اور اس ریاست کا استیصال کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے سلطان محمد فاتح کو...... پیدا کیا، جنہوں نے ۱۴۵۲ میں قسطنطنیہ پر حملہ کر کے اسے فتح کر لیا...... مگر ٹھیک پچاس برسوں کے بعد...... ۱۴۹۲ء میں سقوط غرناطہ کی بنا پر مسلمانوں کو...... آٹھ سو برسوں تک یہاں رہنے کے بعد، اندلس سے نکلنا پڑا...... اور اسی تاریخ سے یورپ کی نشاۃ ثانیہ کی ابتداء ہوئی۔

یورپ نے صلیبی جنگوں کے دوران مسلمانوں کی سائنسی اور علمی ترقی کو دیکھ کر...... کچھ سالوں کے لیے...... یہ تہیہ کر لیا کہ وہ عالم اسلام کے خلاف کوئی جنگ نہیں لڑیں گے، بلکہ اپنی دفاعی قوت میں اضافہ کریں گے، چنانچہ اسی تحریک کے زیر اثر یورپ بھر میں مختلف جامعات کھولی گئیں اور بقول علامہ شبلی یورپ کی درسگاہوں میں دو سو سالوں تک ابن رشد، ابن سینا اور الفارابی کی کتب پڑھی اور پڑھائی جاتی رہیں...... اس طرح تین صدیوں کے بعد...... یورپ نے اپنی دفاعی قوت میں اضافے اور سائنسی میدان میں واضح پیش رفت حاصل کرنے کے بعد...... مشرقی ممالک پر حملے

کی سطح کی ایک ایسی تنظیم کی ضرورت ہے جس کے تحت تمام ادیبوں، اہم رسالوں اور ادبی تنظیموں کو ایک لڑی میں پرویا جائے اور مشترکہ مقاصد کے تحت...... متحد ہو کر کام کیا جائے، اس سلسلے میں وہ اوزان کا رسالہ ہر طرح تعاون کے لیے تیار رہے۔

۹۔ علامہ مجاہد الحسینی (فیصل آباد)

اگلے مقرر معروف ادیب اور مصنف علامہ مجاہد الحسینی...... تھے، انہوں نے کہا کہ ادبی تاریخ اور ادبی تنظیموں کے موضوع پر اب تک کئی باتیں ہو چکی ہیں، مگر یہ وقت محض باتیں اور تقریریں کرنے کا نہیں ہے، بلکہ گفتگوؤں، تاریخی تجزیوں سے آگے بڑھ کر پاکستان سطح کی ایک تنظیم قائم کرنے کا ہے، ان کا موقف تھا کہ متفرق اور منتشر ہونے کی بنا پر ہماری ساری محنت اور قوت ضائع ہو رہی ہے۔ اہل قلم پاکستان بھر میں...... ایک دوسرے سے الگ ہو کر اپنے اپنے گوشوں میں کام کر رہے ہیں، اور اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ ان سب کی جدوجہد میں یکسانیت اور ان کے باہم ربط وضبط پیدا کی جائے۔

انہوں نے کہا کہ وہ صرف تاریخی ریکارڈ درست رکھنے کے لیے یہ واضح کر رہے ہیں، کہ انہوں نے اشتراکی ادب کا مقابلہ کرنے اور ملک کے ادیبوں کو منظم کرنے کے لیے ساٹھ کی دہائی میں ملتان میں ''نادیۃ الادب الاسلامی'' کے عنوان سے ایک تنظیم قائم کی تھی جس کے صدر امیر شریعت مولانا عطاء المنعم تھے اور معروف ادبی شخصیت علامہ طالوت اس کے سرپرست تھے، اس کے تحت کئی ادبی محافل بھی منعقد ہوئیں، جس کا ریکارڈ ان کے پاس محفوظ ہے۔

انہوں نے کہا: ہمارے ملک کے اہل قلم علم وادب کے سچے موتی ہیں، ضرورت اس امر کی ہے کہ انہیں ایک دھاگے میں پرو دیا جائے، اور پاکستان میں ملک بھر کی سطح کا کوئی ادارہ قائم کیا جائے۔

انہوں نے کہا کہ ہمارے ملک میں دارالمصنفین کی طرز کا کوئی ادارہ موجود نہیں ہے، مختلف لوگ اور ادارے اپنے اپنے طور پر کام کر رہے ہیں جن میں سے خاص طور پر مولانا عبدالقیوم حقانی،

کا ذکر کیا جاسکتا ہے، جو ایک ادارے کی طرح کام کر رہے ہیں، انہوں نے تجویز کیا کہ دینی مدارس سے شائع ہونے والے تمام رسالوں کی جگہ...... ایک مشترکہ رسالے کا اجراء کیا جائے، جو علم وادب اور فکر کے اعلیٰ ترین معیار کا حامل ہو، ان کا موقف تھا کہ ہمیں اپنے مقاصد واہداف کا تعین بھی کر لینا چاہیے، تاکہ ان کے حصول کے لیے پیش رفت کی جاسکے۔

۱۰۔ حمید الدین المشرقی (لاہور)

قائد خاکسار تحریک...... اور علامہ المشرقی کے جانشین حمید الدین المشرقی...... اگلے مقرر تھے، انہوں نے یوم مئی کے موقع پر اس کانفرنس کے انعقاد کو بے حد مستحسن قرار دیا اور اس بات پر زور دیا کہ اس نوع کی کانفرنسوں اور کنونشنوں کا انعقاد باقاعدہ بنایا جائے۔

انہوں نے کہا کہ آج کے دور میں ادب اور میڈیا کے ذریعے مختلف قسم کے فتنے براہ راست ہر گھر تک پہنچ رہے ہیں اور ہمارے خاندان براہِ راست ان کی زد میں ہیں، مگر ان کی روک تھام اور ان کے سدباب کے لیے...... کوئی پروگرام اور لائحۂ عمل ہمارے سامنے موجود نہیں، ان کا موقف تھا کہ ہمارا پورا معاشرہ افراتفری اور انتشار کا شکار ہے اور ہمارے سامنے کوئی قومی نصب العین موجود نہیں، نہ ہی کوئی قومی سوچ ہی دکھائی دیتی ہے اور نہ ہی دو قومی نظریہ کہیں نظر آتا ہے، جس کی بنیاد پر، پاکستان معرض وجود میں آیا تھا...... بدقسمتی سے اکسٹھ سال گزرنے کے باوجود آج تک ہم ایک قوم نہیں بن سکے، اگر ایسا ہوتا تو حکومت اور عوام ایک دوسرے کے مدمقابل نہ ہوتے اور ملک یقینی طور پر، اقتصادی اور سیاسی بحرانوں کا شکار نہ ہوتا، انہوں نے کہا کہ پاکستان کو سب سے زیادہ نقصان فرقہ واریت نے پہنچایا ہے اور اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ ملک سے فرقہ واریت اور نسل پرستی کا خاتمہ کر کے ملک میں ملی اور قومی وحدت کو فروغ دیا جائے۔

انہوں نے علامہ عنایت اللہ المشرقی بانی خاکسار تحریک کو زبردست خراج تحسین پیش کیا اور کہا کہ انہوں نے ملک میں ملی اور قومی وحدت پیدا کرنے اور ملک میں صحیح ادبی، فکری اور اصلاحی سوچ پیدا کرنے کے لیے...... بڑی محنت کی۔

۱۰۔ میاں محمد اشرف (اسلام آباد)

جناب محمد اشرف (فروغ ادب اکیڈمی، اسلام آباد) نے اپنی گفتگو میں ''اہلِ قلم'' کی ذمہ داریوں کو موضوع بحث بنایا، انہوں نے کہا کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے قلم کو علم کے مرکز اور بنیاد کے طور پر پیش کیا ہے اور فرمایا ہے: عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ...... (العلق)، یعنی...... اللہ تعالیٰ نے قلم کے ذریعے علم بخشا اور انسان کو ایسی باتیں سکھائیں، جو وہ نہیں جانتا تھا) انہوں نے کہا کہ قلم ایک ''مقدس'' ہتھیار ہے، اور اس کا ہمیں پوری ذمہ داری کے ساتھ استعمال کرنا چاہیے۔

انہوں نے کہا...... آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف مغربی میڈیا کی زہر افشانی کا سلسلہ نیا نہیں ہے، اس کا سلسلہ...... جان آف دمشق سے لے کر برنارڈ لیوتک پھیلا ہوا ہے۔ ان کی کوششوں کے دو بنیادی اہداف ہیں...... اولاً یہ کہ...... قرآن حکیم کے متعلق شکوک وشبہات پیدا کیے جائیں اور دوم یہ کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کے بارے میں...... غلط فہمیاں پیدا کی جائیں، انہوں نے کہا: کہ جہاں تک قرآن مجید کا تعلق ہے تو متعدد مستشرقین، جن میں آرتھر جیفری وغیرہ نمایاں ہیں، اس حوالے سے شکوک وشبہات پیدا کرنے کی کوشش کر چکے ہیں، مگر انہیں کامیابی حاصل نہیں ہوئی۔ البتہ...... آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت وکردار پر مغربی قلم کاروں کی طرف سے نازیبا باتیں لکھنے کا سلسلہ جاری ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ اس کا مؤثر اور طاقت ور میڈیا کے ذریعے جواب دیا جائے۔

انہوں نے کہا کہ اب مغرب میں بھی حالات تبدیل ہو رہے ہیں اور مغرب میں ایسے دانش وروں کا طبقہ پیدا ہو گیا ہے جو اسلام کے متعلق کافی حد تک مثبت سوچ رکھتا ہے۔ ایک وقت تھا کہ جب لوگ مغرب میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ پر، مثبت پہلو سے سننے کے لیے تیار نہیں تھے، چنانچہ جب معروف مستشرق کارلائل نے ایڈنبرا میں...... آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنا مشہور لیکچر دیا، تو لوگ مجلس سے اٹھ اٹھ کر جانا شروع ہو گئے، تو اس نے کہا مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں، اگر

سب لوگ بھی اٹھ کر چلے جائیں گے، تو وہ ہال کی دیواروں کو اپنا لیکچر سنائے گا، تاہم آج حالات کافی بدل گئے ہیں اور آج اس بات کی ضرورت ہے کہ مسلم علماء مثبت اندازِ فکر اپنائیں۔

۱۲۔ ریاض مجید (فیصل آباد)

معروف ادیب، شاعر اور دانش ور جناب ریاض مجید نے...... اس کانفرنس کے انعقاد کے حوالے سے، کئی کوتاہیوں کی نشان دہی کی، انہوں نے کہ یہ سیمینار الحمراء ہال میں ہونا چاہیے تھا اور ایک کمیٹی قائم کی جاتی، جو اس کے انتظامات کو حتمی شکل دیتی اور یہ کانفرنس کئی روزہ ہونی چاہیے تھی۔

انہوں نے کہا کہ اسلام ادب اور قلم کی طاقت کا قائل ہے اور آج کے دور میں اس طاقت کا استعمال وقت کی اہم ترین ضرورت ہے۔ انہوں نے قدیم تاریخ کا حوالہ دیتے ہوئے کہا: کہ جب قریش مکہ اور یہودیوں کے شعراء نے...... آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو کہنا شروع کی، تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انصاری صحابہ سے، خطاب کیا اور فرمایا کہ قریش مکہ کے شعراء میری ہجو کہہ رہے ہیں اور تم میں سے کوئی شخص ایسا نہیں ہے جو ان کی ہجو کا جواب دے سکے، اس پر حضرت حسان بن ثابتؓ نے اپنی خدمات پیش کرتے ہوئے کہا: یارسول اللہ...... میں حاضر ہوں، اللہ تعالیٰ نے مجھے ایسی زبان دی ہے کہ اگر میں پتھر پر ماروں تو اسے بھی دو ٹکڑے کر دے، اس پر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حکم دیا کہ وہ حضرت ابوبکرؓ سے مل لیں۔ اس لیے کہ وہ انساب کے بہت بڑے عالم ہیں...... چنانچہ جب حضرت حسانؓ، آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے کفار کا جواب دیتے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے لیے مسجد میں کرسی بچھواتے تھے...... اور ان کے لیے دعا فرماتے تھے، ''اے اللہ ان کی روح القدس کے ذریعے مدد فرما'' اس روایت سے واضح ہوتا ہے کہ آج جب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مغربی میڈیا کے ذریعے توہین کی جا رہی ہے تو اسلامی دنیا کے ادیبوں اور اہلِ قلم کا یہ فرض ہے کہ وہ اس کا جواب دیں...... اور قلم کی طاقت کو ان کے خلاف استعمال کریں، انہوں نے اس بات پر انتہائی دکھ کا اظہار کیا کہ ملک سے ''اردو'' کا خاتمہ ہو رہا ہے، اور ملک میں اردو کے نفاذ میں دیدہ و دانستہ تغافل برتا جا رہا ہے اور ملک کا سرمایہ...... موبائل کمپنیوں کے

ذریعے روزانہ ایک ارب ڈالر...... تک بیرون پاکستان منتقل ہو رہا ہے اور ملک کا مستقبل داؤ پر لگایا جا رہا ہے ان کا موقف تھا کہ ہمارے اہل قلم کو...... ان مسائل کو بھی اجاگر کرنے کی ضرورت ہے، انہوں نے کہا...... آج ہم ایک قوم کے بجائے محض ایک ہجوم ہیں...... انہوں نے مستشرقین کے مثبت کام سے استفادے پر زور دیا، ان کا موقف تھا کہ اس نوع کی کانفرنسوں میں الیکٹرانک میڈیا کو بھی مدعو کرنا چاہیے۔

۱۳۔ حکیم محمود احمد ظفر (سیالکوٹ)

معروف عالم دین اور بیسیوں علمی اور فکری کتب کے مصنف حکیم محمود احمد ظفر (سیالکوٹ) نے...... اس کانفرنس کی دعوت دیر سے ملنے پر شکوہ کیا، انہوں نے...... قلم کی طاقت کو علم کی طاقت کے ساتھ ملا کر کام کرنے پر زور دیا، انہوں نے کہا کہ بدقسمتی سے زوال غرناطہ کے بعد، جب یہودی اور عیسائی علماء...... اندلس سے ترک وطن کر کے فرانس، برطانیہ اور اٹلی میں چلے گئے تو انہیں لوگوں نے سر آنکھوں پر بٹھایا اور ان سے سائنسی علوم سیکھے، مگر دوسری طرف جب اندلسی مسلمان نقل مکانی کر کے ترکی میں پہنچے تو حکومت اور عوام دونوں نے انہیں کوئی اہمیت نہ دی، جس کے نتیجے میں ترکی اور اسلامی دنیا ترقی کی رفتار میں زمانے کا ساتھ نہ دے سکی۔

اس کے برخلاف...... ترکی سے ایسی تحریک اٹھی کہ جس کے نتیجے میں ان میں اور یورپ کے لوگوں میں کوئی فرق نظر نہیں آتا، اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ لوگ نہ تو مشرقی رہے اور نہ مغربی، نہ انگریز بن سکے، اور نہ ہی صحیح مسلمان.... تاہم اب ترکی میں بھی بڑی تیزی سے تبدیلی آ رہی ہے۔

انہوں نے کہا: کہ وقت کی ضرورت یہ ہے کہ ادب اور میڈیا کے تمام شعبوں میں پیش رفت کی جائے اور الیکٹرانک میڈیا کا درست اور صحیح طریقے پر استعمال کیا جائے۔

۱۴۔ عزیز اللہ پکتیوی.... (بلوچستان)

بلوچستان سے آئے ہوئے وفد.... ''اسلامک رائٹرز فورم'' پاکستان کے صدر عزیز اللہ پکتیوی نے... اس کانفرنس کے انعقاد کو وقت کی سب سے اہم ضرورت قرار دیتے ہوئے، اس کے منتظمین کو

زبردست خراج تحسین ادا کیا، انہوں نے کہا کہ ضرورت اس امر کی ہے کہ سب سے پہلے اہل قلم حضرات کے درمیان جوڑ اور اتحاد تشکیل دیا جائے اور ایک زبردست حرکت کی صورت میں کام کا آغاز ہو۔ انہوں نے کہا کہ اسلامک رائٹرز فورم پاکستان کالم نگاری کے میدان میں، ''بلوچستان میں پرامن جدوجہد کرنے والا ایک ادبی اور فکری فورم ہے، جو ہر قسم کے سیاسی دباؤ اور سیاسی تنظیمی حد بندیوں سے آزاد فضا میں مصروف جدوجہد ہے۔ چالیس کالم نگاروں پر مشتمل اس فورم میں شامل تمام کالم نگار الحمدللہ نظریاتی حوالے سے، دینی قوتوں کے ہم درد، خیر خواہ، تعصبات سے محفوظ اور مسلمانوں کی اجتماعی بقا، اسلام کے تحفظ اور عالمی سطح پر مسلمانوں کے درمیان عالمگیر وحدت اور مضبوط مرکزیت کے قیام کے لیے حالات سازگار بنانے کے لیے کوشاں ہیں، انہوں نے تجویز کیا کہ ملکی سطح پر اس نوع کے فورم ہر سال منعقد کیے جائیں اور اس تحریک سے وابستہ رائٹروں اور ادیبوں کے خیالات و مضامین اور کالموں وغیرہ پر مشتمل ایک ماہوار رسالے کا اجراء کیا جائے اور ملک میں منتخب موضوعات پر کالم نگاری کا سلسلہ شروع کیا جائے اور ملکی اور بین الاقوامی حوالہ سے دیئے گئے، موضوعات پر لکھاریوں کی حوصلہ افزائی کی جائے، اس کے علاوہ ملک بھر میں صوبائی سطح یا ضلعی سطح پر جہاں مناسب ہو، مشاعروں کا انعقاد کیا جائے۔ انہوں نے کہا کہ رائٹرز فورم کی کمزور حالت کے باوجود وہ اس کانفرنس کے شرکاء کو بلوچستان آنے کی دعوت دیتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ان کی مالی مجبوریوں کا یہ عالم ہے کہ ان کے پاس کمپوٹر تک نہیں ہے، اس کے باوجود وہ بڑی مستعدی سے کام کر رہے ہیں۔

۱۵۔ عبداللہ شاھوانی (بلوچستان)

بلوچستان رائٹرز فورم ہی سے تعلق رکھنے والے جناب عبداللہ شاھوانی (جنرل سیکرٹری رائٹرز فورم، بلوچستان) نے، اس موقع پر اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ اس وقت پاکستان پرآشوب و پرفتنی دور سے گزر رہا ہے، وطن عزیز کا قیام اسلام کے نام پر عمل میں آیا تھا، تاہم اس وقت پاکستان میں اسلام کی خوشبو دور دور تک دکھائی نہیں دے رہی۔ ایسے مشکل حالات میں ''ایوان علم و ادب'' عالمی رابطہ ادب اسلامی پاکستان اور اسلامک رائٹرز فورم کی جانب سے اہل قلم قومی کنونشن 2008ء کا

انعقاد خشک زمین پر بارش کی پہلی بوند کی مانند ہے، پورے پاکستان سے علمائے کرام، ادیبوں، رائٹرز اور دانشور طبقے کا اس کانفرنس میں شرکت کرنا نہ صرف قابلِ تحسین، بلکہ خوش آئند بھی ہے۔ اس کانفرنس سے اہلِ قلم کی جس طرح حوصلہ افزائی ہوئی ہے اسے لفظوں میں بیان نہیں کیا جاسکتا ہے، اسلامک رائٹرز فورم پاکستان کی ابتداوآغاز ملک کے سب سے پسماندہ صوبہ بلوچستان سے ہوا، تاہم اس وقت یہ تنظیم پورے ملک کی سطح تک وسعت حاصل کرچکی ہے اور چاروں صوبوں میں اسلامک رائٹرز فورم سے وابستہ قلم کار اور لکھاری اخبارات ورسائل اور جرائد میں احیائے اسلام کی خاطر کفر کا جواب دینے کے لیے وقتاً فوقتاً کالم لکھتے رہتے ہیں، اور اپنی مدد آپ کے تحت اب ''اسلامک رائٹرز فورم'' مکمل طور پر ایک تنظیمی ڈھانچے کی شکل اختیار کرگیا ہے، اس فورم میں قابل صلاحیت اور منجھے ہوئے قلمکار موجود ہیں، ایک دور وہ تھا جب اخبارات بمشکل ان کے کالم چھاپتے تھے، مگر آج اس فورم نے اس حد تک کامیابی حاصل کرلی ہے، کہ اخبارات درخواست کرتے ہیں کہ آپ اپنے کالم ہمیں دیں، تاکہ انہیں اپنے اخبارات کی زینت بنائیں، یہ سب کچھ اس فورم کے دوستوں کی محنت اور اسلام اور دین سے واضح عقیدت کا مظہر ہے۔ اب جب عالمی رابطہ اور ایوان علم و ادب کی جانب سے لاہور میں اہلِ قلم کو ایک جگہ جمع کرکے ان کی تجاویز اور مشوروں سے استفادہ کیا جارہا ہے تو اس عمل سے اس شعبے کو آگے بڑھنے بے حد مواقع میسر آئیں گے، اور اس کانفرنس سے اکثر نقطہ نگاہ یہی اخذ کیا جاسکتا ہے کہ اس طرح کے کانفرنس کے انعقاد کو تسلسل کے ساتھ جاری رکھنا چاہیے، جس سے پورے پاکستان کی سطح پر بہت جلد اہلِ قلم کی ایک بہت بڑی کھیپ میسر آئے گی، اور اسلام مخالف قوتوں کو جواب دینے میں مدد مل سکے گی۔

۱۶۔ محمد صدیق مینگل (بلوچستان)

جناب محمد صدیق مینگل رائٹرز فورم (بلوچستان) نے اس موقع پر کہا کہ وہ پاکستان کے دل لاہور میں اس عظیم الشان کانفرنس میں شرکت کرنے اور کچھ معروضات پیش کرنے پر انتہائی فخر محسوس کرتے ہیں، حقیقت یہ ہے کہ لاہور کا ہمیشہ سے علم وادب کے فروغ میں ایک نمایاں کردار رہا ہے۔

انہوں کہا کہ الحمدللہ ہم اگر اسلامی تاریخ پر نظر ڈالتے ہیں تو ہزاروں نہیں، بلکہ لاکھوں ایسے مصنف ادیب اور علمائے کرام ہمیں نظر آتے ہیں جنہوں نے زورِ قلم اور فہم ادب کو اصلاح امت کے لیے استعمال کیا، لیکن اس میدان میں علما کے کردار کے اعتراف کے باوجود وہ ضرور یہ کہنا چاہیں گے کہ آج کے جدید دور کے الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا پر ان کی توجہ نہیں رہی، جس کی وجہ سے بھٹکے ہوئے اور گمراہ کن خیالات رکھنے والے لوگوں کو ان کے ذریعے اپنے خیالات کو پھیلانے کا موقع ملا ہے، اور یہ کہ وہ ان کے مقابلے کے لیے بھی میدان میں آئیں، تاکہ ملکی اور بین الاقوامی میڈیا کے ذریعے اسلام اور علمائے حق کے خلاف ہونے والی زہرافشانیوں کا مقابلہ کیا جاسکے۔ لیکن بدقسمتی سے تقسیم ہند کے بعد اس میدان میں علماء کی نمائندگی نہ ہونے کے برابر ہے، خصوصاً دو ہزار (2000) کے بعد، جب الیکٹرانک میڈیا نے پوری دنیا کو ایک گاؤں کی طرح بنادیا ہے اور دنیا جہاں سے آنے والی خبریں پلک جھپکتے ہی دنیا کو حیران کردیتی ہیں، تو دوسری جانب مغربی دنیا ترقی یافتہ میڈیا کو اسلام کے عقائد، مسلمانوں کی تہذیب وثقافت اور قومی تشخص کے خلاف استعمال میں لا رہا ہے، ضرورت اس بات کی ہے کہ امت کے ذمہ دار افراد اس جانب خصوصی توجہ دیں، الیکٹرانک میڈیا سے اسلام اور مسلمانوں کی عقائد کی شافی تشریح اور گمراہ کن پروپیگنڈے کا جواب دیں، انہوں تجویز کیا کہ:

۱۔ مدارس اسلامیہ میں دیگر شعبوں کے ساتھ صحافت کے شعبہ کا قیام بھی عمل میں لایا جائے، صحافتی کتب اور رسالوں کی تدریس کے ساتھ صحافت کا عملی مشق بھی کرائی جائے۔

۲۔ اہل ثروت مسلمانوں اور اداروں کو اس طرف راغب کیا جائے کہ وہ محض خدمت دین کی غرض سے، زیادہ سے زیادہ روزناموں کی اشاعت کریں۔

۳۔ وقت اور بین الاقوامی حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے، الیکٹرانک میڈیا اور ٹی وی چینلز کے بارے میں علمائے کرام اپنا ایک لائحہ عمل ترتیب دیں۔

۴۔ ملک کے مختلف حصوں میں دینی فکر سے تعلق رکھنے والے لکھاریوں کے لیے ورکشاپس منعقد کی جائیں، تاکہ باہمی ربط اور ایک دوسرے کی معلومات اور انداز تحریر سے استفادہ کیا

جا سکے۔

۵۔ لکھاریوں کی ایک ویب سائٹ کا اجرا کیا جائے، جس پر تمام لکھاریوں کے کالمز اپ لوڈ کیے جائیں، تاکہ دنیا بھر کے مسلمان اس سے استفادہ کر سکیں۔

۶۔ سینئر لکھاریوں کا ایک بورڈ قائم کیا جائے ان کو یہ ذمہ داری دی جائے کہ وہ نئے لکھنے والے کالم نویسوں کے کالمز کو چیک کر کے ان کی اصلاح کریں۔

۱۷۔ ڈاکٹر قاری محمد طاہر.....(فیصل آباد)

ڈاکٹر قاری محمد طاہر (جنرل سیکرٹری عالمی رابطہ ادب اسلامی، پاکستان) نے ...مغربی نظام جمہوریت کو کڑی تنقید کا نشانہ بنایا، انہوں نے کہا کہ علامہ اقبال نے اس نظام حکومت کے متعلق کہا تھا کہ اس میں بندوں کو گنا جاتا ہے، تولا نہیں جاتا، مگر اس کے باوجود، ہم نے اُسے اپنے سینے سے لگا رکھا ہے.... ان کا موقف تھا کہ ہمارے بہت سے مسائل اور مصائب کی وجہ موجودہ نظام سیاست ہے، قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ....(المائدہ:۳)، یعنی آج کے دن میں نے تمہارے لیے تمہارے دین کو مکمل کر دیا ہے اور تم پر اپنی نعمت تمام کر دی ہے اور تمہارے لیے اسلام کو بطور دین کے پسند کر لیا ہے....مگر اس کے باوجود ہمارے پاس کوئی مستحکم سیاسی نظام موجود نہیں ہے اور ہم جمہوریت کو ایک بت کی طرح پوج رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ساٹھ سال گزرنے کے باوجود ہم آج بھی وہیں کھڑے ہیں، جہاں سے ہم نے ساٹھ برس پہلے آغاز سفر کیا تھا۔ انہوں نے کہا کہ ان کے خیال میں آج کے دور کا سب سے بڑا مسئلہ موزوں سیاسی نظام کی غیر موجودگی ہے، اسی لیے پوری امت مسلمہ میں سیاسی خلفشار اور خوں ریزی نظر آ رہی ہے۔

انہوں نے کہا کہ آج کی یہ کانفرنس.... پروفیسر ڈاکٹر عبدالخالق اور عالمی رابطہ ادب اسلامی کی مشترکہ مساعی کا نتیجہ ہے، اس سے ملک میں ایک تحریک تو پیدا ہوئی ہے اور انہوں نے قلم کی طاقت کو جمع کر دیا ہے اور قلم ہی سے ادب جنم لیتا ہے، اور ادب سے انسانی زندگی مہکتی ہے، انہوں نے اس

تجویز کی بھی حمایت کی کہ اس نوع کی کانفرنسیں...ملک کے مختلف حصوں میں منعقد کی جانی چاہئیں۔

۱۸۔ ڈاکٹر محمد اشرف.....(لاہور)

ڈاکٹر محمد اشرف (چیئرمین کریسنٹ اکیڈمی، لاہور) نے کہا کہ گزشتہ پانچ سو سال کے دوران میں، دنیا میں قیادت کی تبدیلی عمل میں آئی ہے، اس سے قبل...دنیا پر مسلمان حکمران تھے...مگر مغرب کی کوشش اور خواہش کے باوجود سوشلزم، کمیونزم اور سرمایہ دارانہ نظامِ حکومت (captalism) وغیرہ دنیا میں رواج نہ پا سکے...کیونکہ مسلمان اپنے نظریہ جدیدیت کی بنا پر، ان تمام نظامہائے زندگی سے بیزار ہیں،...ان کا موقف تھا کہ پاکستان کی مملکت ''لا الہ الا اللہ'' کے مقصد کے تحت معرضِ وجود میں آئی ہے، قیام پاکستان کے وقت جب مسلمانوں سے پوچھا جاتا تھا کہ پاکستان کا مطلب کیا ہے، تو لوگ یہ جواب دیتے تھے: لا الہ الا اللہ....یہی...لا الہ الا اللہ...نظریہ پاکستان یا دوقومی نظریے کی اساس ہے۔ درحقیقت لا الہ الا اللہ، ایک سیاسی، معاشی اور سماجی نظریہ بھی ہے اور ایک مکمل نظام زندگی بھی ہے،...مگر ہم نے قیام پاکستان کے بعد، اس نظریے سے انحراف شروع کر دیا اور ملک میں مادر پدر آزاد جمہوریت کا سہارا لینے کی کوشش کی...اس کے برعکس اس نعرے کا مطلب یہ تھا کہ ایک جماعتی بنیاد پر سیاسی نظام کا قیام عمل میں لایا جاتا اور نظام خلافت کی جدید صورت اپنائی جاتی...انہوں نے زور دیکر کہا کہ اب وقت آ گیا ہے کہ اس بت کو بھی پاش پاش کر دیا جائے۔ انہوں نے کہا کہ کریسنٹ فاؤنڈیشن دو مقاصد کے لیے کام کر رہی ہے...اولاً نظریۂ پاکستان کی عملی تعبیر و تشریح، اور دوم اسلام کے سیاسی نظام کے جدید خلافت کے نظام کے ذریعے، اظہار کی جدوجہد۔ اس سلسلے میں ہم اربابِ علم کے تعاون کے منتظر ہیں۔

۱۹۔ پروفیسر سید گل شاہ بخاری (شہدادکوٹ، سندھ)

پروفیسر سید گل شاہ بخاری (شہدادکوٹ، سندھ) نے کہا،...کہ ملک بھر سے اہل قلم کا اتنا بڑا اجتماع...وقت کے ایک اہم تقاضے کی تکمیل ہے، انہوں نے تجویز پیش کی کہ ملک بھر کے اہل قلم کی ایک ڈائریکٹری شائع ہونی چاہیے، اس سے اس شعبے میں کام کرنے والوں کے متعلق معلومات بھی

ملیں گی اور رابطہ کرنے میں بھی سہولت اور آسانی پیدا ہو گی۔

ان کا موقف تھا کہ عصر حاضر میں ٹیلیویژن معلومات اور اپنی بات دوسروں تک پہنچانے کا سب سے مؤثر ذریعہ ہے، مگر میڈیا کے اِس شعبے پر.... باطل کا غلبہ ہے، ان کی تجویز تھی کہ ملک کے اہل قلم کو اپنا ایک ٹی وی چینل قائم کرنا چاہیے۔

۲۰۔ مولانا صلاح الدین یوسف.....(لاہور)

نامور.... مذہبی رہنما اور دانش ور مولانا صلاح الدین یوسف نے اپنی گفتگو.... اس شعر سے شروع کی:

تو ہی ناداں چند کلیوں پر قناعت کر گیا
ورنہ گلشن میں علاج تنگیٔ داماں بھی تھا

انہوں نے کہا... کہ بلاشبہ یہ اجتماع بہت اچھی اور عمدہ کاوش ہے، اس پروگرام کے انعقاد میں جو کمزوریاں رہ گئی ہیں، آئندہ اس کا خیال اور لحاظ رکھا جائے....اور ملک کے اہل قلم کو جمع کرنے اور مسائل پر گفتگو کرنے کے لیے، بہتر انتظامات کیے جائیں۔

ان کا موقف تھا کہ عقیدۂ توحید اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے، اللہ تعالیٰ کو شرک کسی صورت میں بھی پسند نہیں، مگر ہم توحید کی اس نعمت سے بھی محروم ہیں، ان کا کہنا تھا کہ قیام پاکستان کے بعد سے.... مسلسل ایک طبقہ ہم پر حکمران چلا آتا ہے، اور وقت کے ساتھ چہرے بدلتے ہیں، مگر عملاً وہی لوگ دوسرے ناموں سے برسراقتدار ہیں، ضرورت اس بات کی ہے کہ ملک میں حقیقی تبدیلی لائی جائے، انہوں نے کہا کہ ہماری بقا اور سالمیت، اس وقت داؤ پر لگی ہے اور پاکستان اس وقت تاریخ کے نازک اور مشکل دور سے گزر رہا ہے، اس لیے اس وقت اہل قلم کو اپنی ذمہ داریوں کا احساس کرنا چاہیے۔ انہوں نے کہا کہ اس وقت دینی مدارس ملک کی نظریاتی بقا کے لیے جدوجہد کر رہے ہیں، مگر ...ان کی یہ جدوجہد کافی نہیں ہے، انہیں بین الاقوامی زبانوں، مثلاً انگریزی، فرانسیسی وغیرہ میں ایسے افراد تیار کرنے کی ضرورت ہے، جو ان کی بین الاقوامی سطح پر ترجمانی کر سکیں اور اسی طرح ہمیں

دوسری بین الاقوامی زبانوں میں دینی ادب تیار کرنے کی ضرورت ہے۔

۲۱۔ علامہ محمد سلیمان طاہر

علامہ محمد سلیمان طاہر نے اس موقع پر کنونشن کی قراردادیں اور اس کا اعلامیہ پیش کیا۔۔۔

قرارداد اوّل:

پہلی قرارداد میں تمام اہل قلم اور تمام مکاتب فکر کے لوگوں سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ ملکی اور گروہی تعصبات سے بالاتر ہوکر...... متحد ہو جائیں اور باطل کے خلاف مکمل طور پر یک جہتی کا مظاہرہ کریں۔

قرارداد دوم:

دوسری قرارداد میں مغربی میڈیا کی طرف سے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف غلط او ناز یبا مواد شائع کرنے کی شدید ترین الفاظ میں مذمت کی گئی اور اقوام متحدہ سے اس بات کو یقینی بنانے کے لیے...... ضابطۂ اخلاق مرتب کرنے کی درخواست کی گئی کہ بانیان مذاہب اور انبیاء علیہم السلام کے خلاف...... مواد کی اشاعت پر پابندی لگا دی جائے اور حکومت پاکستان سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ ایسے ملکوں سے تعلقات منقطع کرے۔

قرارداد سوم:

ملک میں بڑھتی ہوئی دہشت گردی اور بے گناہ انسانوں کے قتل عام کی خدمت کی گئی اور حکومت سے ہر قیمت پر امن و امان کو یقینی بنانے کی درخواست کی گئی، نیز یہ مطالبہ کیا گیا کہ علماء کی صدارت میں اسلامی نظریاتی کونسل کی تشکیل نو کی جائے اور اس کی سفارشات پر عمل درآمد کیا جائے۔

قرارداد چہارم:

چوتھی قرارداد میں اسرائیل کی طرف سے، فلسطینیوں، بھارت کی طرف مقبوضہ کشمیر کے مسلمانوں اور امریکہ اور نیٹو ممالک کی طرف سے افغانستان اور عراق کے مسلمانوں کے خلاف طاقت کے استعمال اور ان ملکوں پر غاصبانہ قبضے کی مذمت کی گئی۔

اس کے علاوہ جامعہ حفصہ اور لال مسجد کے خلاف حکومتی اقدام کی مذمت کرتے ہوئے، مولانا عبدالعزیز کی رہائی اور جامعہ حفصہ کی تعمیرِ نو کا مطالبہ کیا گیا۔

یہ تمام قراردادیں متفقہ طور پر منظور کی گئیں۔

اعلامیہ لاہور

آخر میں انہوں نے اعلامیہ لاہور پیش کیا، جس میں اہل قلم کی طرف سے ملک کی نظریاتی بنیادوں کی حفاظت کا عزم ظاہر کیا گیا اور ''اہل قلم فورم پاکستان'' کے نام سے ایک متحدہ فورم کے قیام کی منظوری دی گئی۔

۲۲۔ ڈاکٹر اعجاز حسن قریشی (لاہور)

بعدازاں ڈاکٹر اعجاز حسن قریشی (مدیر اردو ڈائجسٹ لاہور نے) اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ اس کانفرنس نے وقت کے ایک بہت بڑے تقاضے کو پورا کیا ہے، انہوں نے کہا کہ اہل قلم کو علمی اور ادبی محاذوں پر کام کرنے کی ضرورت ہے، انہوں نے تجویز کیا کہ یہاں موجود اہل قلم....اپنے اپنے علاقوں کی کہانیاں ..لکھ کر انہیں ارسال کریں وہ انہیں شائع بھی کریں گے اور اس پر معاوضہ بھی دیا جائے گا....ان کا موقف تھا کہ پائنا (پاکستان انسٹیٹیوٹ آف نیشنل افیئرز) کی عمارت زیرِ تعمیر ہے..عمارت مکمل ہونے پر وہ ''اہل قلم فورم پاکستان'' کا مرکز قائم کرنے کے لیے، ایک کمرہ مہیا کریں گے، انہوں نے جمہوریت اور جمہوری اقدار کی مخالفت کا...ذکر کرتے ہوئے کہا...کہ اب جمہوریت ایک مسلمہ نظامِ حکومت بن چکا ہے اور اس کے خلاف کسی اور نظام کی اب کوئی گنجائش نہیں ہے۔ ہمارا فرض یہ ہے کہ ہم اس نظام حکومت کی خرابیوں کی اصلاح کریں اور اپنے ملک کے لیے ایک بہتر سیاسی نظام لے کر آئیں۔ ان کا موقف تھا کہ جب الیکشن کا وقت آتا ہے، تو ہم سب لوگ اپنے اپنے گھروں میں دروازے بند کر کے بیٹھ جاتے ہیں، اور ہم ملک کے غنڈوں اور بدمعاشوں کو مسلط ہونے کے مواقع فراہم کرتے ہیں، حالانکہ ہمیں اچھے نمائندوں کو منتخب کروانے کے لیے میدان عمل میں نکلنا چاہیے، انہوں نے کہا کہ اس مرتبہ انہوں نے جنوبی پنجاب میں ایک

کوشش کی تھی اور ایک تحریک چلائی تھی، جس کے تحت ہزاروں طالب علموں اور اساتذہ کرام کو مختلف علاقوں میں بھیجا گیا اور انہوں نے رائے عامہ کو بیدار کرنے میں اہم کردار کیا، جس کے بڑے حوصلہ افزا نتائج برآمد ہوئے۔

انہوں نے بتایا کہ وہ پائنا کے تحت ہر سال ملک کے ذہین طالب علموں کو اعلیٰ تعلیم و تربیت کے لیے وظائف دیتے ہیں، اس سلسلے میں یہاں موجود اہلِ قلم ان سے تعاون کریں اور ان کے علم میں اگر ایسے ذہین طالب علم ہوں جنہوں نے ۶۵٪ یا اس سے زیادہ نمبر حاصل کیے ہوں، تو وہ ان کی طرف بھجوائیں، انہوں نے کہا کہ انہوں نے بلوچستان سے آئے ہوئے اہلِ قلم کی باتیں سنی ہیں اور اس سے متاثر ہو کر انہوں نے فیصلہ کیا ہے کہ اس نوع کے ۱۰۰ وظائف بلوچستان کے غریب اور مستحق طلبہ کو جاری کیے جائیں گے۔

۲۳۔ مولانا عبدالرحمان مدنی (لاہور)

اس موقع پر مولانا عبدالرحمان مدنی نے.... بلوچستان کے رائٹرز فورم کو ایک عدد کمپیوٹر فراہم کرنے کا اعلان کیا اور یہ پیش کش بھی کی کہ ''ایوان علم و ادب'' کے دفتر کے لیے... وہ اپنے ادارے میں جگہ مہیا کریں گے۔

مولانا عبدالرحمان مدنی نے... اہلِ قلم کے اس کنونشن کو ایک غیر معمولی واقعہ قرار دیا اور کہا.... کہ یہاں آنے والے اور اس اجلاس میں شرکت کرنے والے حضرات.... پورے ملک کے اداروں کی کریم اور ان کا عطر ہیں.... ان میں سے ہر ایک کسی نہ کسی ادارے کی نمائندگی اور ترجمانی کر رہا ہے، اب ضرورت اس امر کی ہے کہ ان تمام اداروں کے مابین رابطہ پیدا کر کے، ان سب کو ایک طاقت بنا دیا جائے۔

انہوں نے کہا کہ وہ اس پروگرام کے کنوینرز ڈاکٹر عبدالخالق صاحب کے ساتھ، اس بارے میں مکمل طور پر تعاون کے لیے تیار ہیں۔

۲۴۔ مولانا عبدالقیوم حقانی....(اکوڑہ خٹک)

اس تقریب کے آخر میں مولانا عبدالقیوم حقانی (دارالعلوم اکوڑہ خٹک پشاور) نے بھی خطاب کیا، انہوں نے کہا کہ یہاں بعض اہل قلم کی باتوں سے مایوسی جھلک رہی تھی، حالانکہ ایسی کوئی بات نہیں، انہوں نے....اس موقع پر یہ شعر پڑھا:

وسعت دل ہے بہت وسعت صحراء کم ہے
اس لیے مجھ کو تڑپنے کی تمنا کم ہے

ان کا موقف تھا کہ اہل قلم اور اہل ادب کو..... پوری یک سوئی اور تندہی کے ساتھ کام کرنا چاہیے اور حالات سے مایوس نہیں ہونا چاہیے۔ انہوں نے کہا کہ وہ صوبہ سرحد کے ایک چھوٹے سے علاقے سے تعلق رکھتے ہیں، تاہم ان کی کتابین اور ترتیب دیا ہوا مواد ہاتھوں ہاتھ نکل جاتا ہے، انہوں نے مولانا اسد مدنی نمبر شائع کیا، جس کے دو ہزار نسخے صرف تین ماہ میں فروخت ہو گئے، اسی طرح ''امام ابوحنیفہ کا نظریہ خلافت''...کے چار ماہ میں چار ایڈیشن فروخت ہوئے۔

انہوں نے کہا کہ ان کی طرف سے اہل قلم کے اگلے پروگرام کے لیے....میز بانی کی دعوت ہے...وہ اگلے کنونشن کو اپنے ہاں بلا کر خوشی محسوس کریں گے، انہوں نے تجویز کیا کہ دینی مدارس کے طلبہ کو بھی قلمی جہاد میں شریک کریں....اور اس ادبی سفر پر ان کی بھی سرپرستی کریں، دینی مدارس کے طلبہ میں بڑی دینی استعداد ہے۔

۲۵۔ مولانا حافظ فضل الرحیم (صدر عالمی رابطہ ادب اسلامی، پاکستان)

تقریب کے آخر میں مولانا حافظ فضل الرحیم نے اپنے صدارتی کلمات میں تمام مہمانوں کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ عالمی رابطہ ادب اسلامی، مولانا ابوالحسن علی ندوی کی امانت ہے اور وہ اہل قلم کنونشن کے سلسلے میں....ہر قسم کے تعاون کے لیے تیار ہیں۔

اس موقع پر مولانا فضل الرحیم نے تمام حاضرین کا شکریہ ادا کیا اور پھر دعا پر....کانفرنس کا اختتام ہوا، جن کے بعد عالمی رابطہ ادب اسلامی پاکستان کی طرف سے مہمانوں کے اعزاز میں ظہرانہ دیا گیا۔